

ہے۔ پھولوں کی کیفیت یہ ہے کہ
اُس غریب کے کاروبار کی ہنسی
اڑا رہے ہیں۔

پھولوں کے کھلنے کو ان کا خندہ
یعنی ہنسی قرار دیا اور شاعر کے
تصور کے مطابق یہ ہنسی بیل کی
نادانی اور فریب خوردگی پر ہے
کہ پھولوں کی محبت پر مٹی جا رہی
ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ اسے
خوب فریب دیا۔

ایک لحاظ سے ہر عشق کی
کیفیت یہی ہے کہ حق ناشناس
لوگ اس کی ہنسی اڑاتے ہیں۔
خواہ اس عشق کا تعلق کسی فرد
سے ہو یا مقصد ہے۔

۲۔ شرع بنیم کے لیے آزادی کیونکہ پھولوں کے اشتیاق و آرزو کا جو حال بچھا ہوا ہے اس
کے حلقے ٹوٹے پڑے ہیں۔ اس شعر میں چند امور غور طلب ہیں :

۱۔ پھولوں کے اشتیاق و آرزو کا جو حال بچھا ہوا تھا اس سے ظاہر ہوتا ہے
کہ بہار آئی تھی جس میں پھولوں کی کثرت تھی اور لوگ شوق سے پھول دیکھنے آتے تھے
۲۔ اس دام کے حلقے ٹوٹے پڑے ہیں مراد یہ ہے کہ بہار ختم ہو گئی اور خزاں
آگئی۔

۳۔ جب پھولوں کی کثرت تھی، نسیم کو پابندی سے ان کی خدمت بجالانی پڑتی تھی
کیونکہ پھول نسیم ہی کے چلنے سے کھلتے تھے اور وہی ان کی خوشبو بجا لیے پھرتی تھی۔

ایجاد کرتی ہے اسے تیرے لیے بہار
میرا قیب ہے، نفسِ عطر سائے گل
شرمندہ رکھتے ہیں مجھے بادِ بہار سے
مینائے بے شراب و دل بے ہوائے گل
سطوت سے تیرے جلوہ حسنِ غیور کی
خوں ہے مری نگاہ میں رنگِ ادائے گل
تیرے ہی جلوے کا ہے یہ دھوکا کجاں تک
بے اختیار دوڑے ہے گل، درقفاے گل
غالب! مجھے ہے اس سے ہم آغوشی آرزو
جس کا خیال ہے گلِ جیبِ قبائے گل